# عہدِ نبوی ﷺ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات

ڈاکٹر عمرانہ شہزادی☆/ڈاکٹر نائلہ صفدر☆☆

**Abstract:**

"Pre Islamic poetry was consisted of ruins, defamation, love, eulogy, camels or long journy, stories of tribe life. Style and expression was very crud and primitve. After advent of Islam, Quran became a popular source of inspiration, divinity of Quranic verses totally changed the norms of Arabic prose and poetry. Eminant poets of Arab like Labeed bin Rabeea stoped to say any verse before Surah Al-Bakara and Aal-e-Imran. Factually, Quranic words and phrases have stylistic innovation. Its rhythmic pattern as well as rhymed prose was marvelous. Arabic poets were astonished by the state of the art method of presentation. It has a beautiful combo of prose and poetry. No doubt arabic is an effective medium of communication, but changed trends of past fourteen centuries of arabic poetry proved that Quran expanded scope of arabic lingusitics and themes. In this article some patteren of poetry are presented that were infused by Quranic style in the era of Holy Prophet (P.B.U.H)."

**Key Words:** Arab, Arabic Poetry, Quran. Islam, Holy Prophet.

اسلام کی آمد سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔عرب معاشرہ میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا، کیوں کہ اسلام کی تعلیمات کسی خاص گروہ، کسی خاص قبیلہ، کسی خاص قوم یا ملک کے لیے نہیں تھیں بلکہ ہر قبیلہ ہر ملک اور ہر مکتبِ فکر کے انسانوں کے لیے تھیں۔ان تعلیمات نے انسان کو ذلت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر عزت وعظمت اور رفعت وعروج تک پہنچا دیا، اس کا سب سے بڑا ثبوت صحابہ کرام کی زندگیاں ہیں یہ لوگ اسلام سے پہلے بدوی زندگی گزارتے تھے، ناشائستہ وغیر مہذب تھے اسلام نے ان کو متمدن ومہذب بنا دیا۔فخر ومباہات کی جگہ عجز وانکساری نے لے لی، نفرت و بیزاری کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، عربی، جی سی یونیورسٹی لاہور

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

جگہ اخوت ومحبت پیدا ہوگئی۔ اسلام نے نہ صرف ان کی زندگیوں پر اثرات ڈالے بلکہ عربی شعروادب اور معانی وبیان پر بھی گہرا اثر ڈالا، وہی شاعر جو کل تک کفر والحاد کے گن گاتے تھے اب وہ توحید ورسالت کے نغمہ خواں بن گئے۔ شعرا کے فکروفن کا مقصد بدل گیا ان کی شاعری اسلام کی ہمہ گیر تحریک سے وابستہ ہوگئی۔ قبل از اسلام اور اسلام کے بعد شاعری ہی اہل عرب کا ذریعہ اظہار تھی بلکہ ان کی اولین زبان تھی جس کا انھوں نے بھرپور استعمال کیا۔

اسلام نے زندگی گزارنے کا ایسا بلند معیار متعین کیا جو زمانۂ جاہلیت کی بلند صفات سے قدرے مختلف تھا ان کے اخلاق کا مجموعہ، مفاخر کا منبع، فصاحت و بلاغت کی نمائش، انتقام میں شدت، اسراف کی حد تک سخاوت تھا لیکن جب رسالت مآب سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نبوت کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا جس سے آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی طرف بلاتے اور دوسرے ہاتھ میں سچائی کی تلوار جو اس دین کی حمایت کرتی تھی تو عرب کے لوگ اس سحر انگیز کلام سے مغلوب مسحور ہوگئے اور قرآن کے الفاظ و معانی پر گہری توجہ ڈالنے لگے۔ اور اس کے اسلوب بیان کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔ مومن اس کو سمجھ کر ہدایت حاصل کرتا اور گمراہ مقابلے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ مومنین نے اپنے افکار کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنا شروع کردیا۔ شعرائے اسلام روح قرآن کے مطابق بولنے لگے۔ ان کے اشعار میں اچھے اعمال کی طرف متوجہ کرنا، اچھی نصیحتیں، رسول ﷺ اور انصار کی مدح اور جن لوگوں نے اسلام کی ہجو کی ان کی انتقاماً ہجو کہنا شامل ہوگیا۔ ایسی ہجو جوان پر تیر سے بھی زیادہ اثر انداز ہوئی۔ رسول ﷺ نے اس جوابی اور دفاعی شاعری کا رخ حکمت وتدبیر سے واقعاتی صداقت اور حقیقت نگاری کی طرف موڑ دیا۔ [۱]

اسلام کے بعد عربوں کی شاعری کا معیار محض صداقت پر مبنی ہوگیا کیوں کہ وہ خود ایک صادق اور امین نبی ﷺ کے پیروکار تھے۔ اس لیے سچے اور عمدہ شعر کہنا پسند کرنے لگے۔

نابغہ جعدی کے عہد اسلامی کے کلام میں رقت اور حلاوت کا عنصر پایا جاتا ہے جو قرآن کے معجزانہ اسلوب بیان سے متاثر ہونیکی غمازی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر نابغہ جعدی انسان کی نشوونما اور خالق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| الخَالق البارئ المصور ال | أرحام ماءَ حتى يصيرَ دما |
| مِنْ نُطْفةٍ قدّها مُقدّرها | يخلُقُ منها الأبشارَ والنّسما |
| ثُمَّ عظاما أقامَها عَصَبٌ | ثمّت لَحْمًا كساهُ فَالْتأما |
| ثم كساه الرِّيشَ والْعَقائِقَ | أبشارًا وجِلدًا تَخالُهُ أدمًا [۲] |

یہ اشعار اللہ تعالیٰ کے اس قول پر دلالت کرتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا النَّا سُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ

مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾(۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

أُكْنِي بِغَيْرِ اسْمِها وَقَدْ عَلِمَ
اللّٰهُ خَفِيَاتِ كُلِّ مُكْتَتَمِ(۴)

(میں اپنی محبوبہ کا نام دوسرے نام سے کنایہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دلوں کی ڈھکی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔)

شاعر نے اس شعر کا معانی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا ہے:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾(۵)

نابغہ کے قصیدہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی خشیت، خالقیت اور ہر چیز پر قادر ہونے کا ذکر ملتا ہے، اور بعض اوقات تو اس انداز سے کہ اسلوب اور معانی بالکل قرآن کا چربہ معلوم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کے یہ اشعار:

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهُ
مَنْ لَمْ يَقُلْهَافَنَفْسَهُ ظَلَمَا(۶)

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں جس شخص نے یہ بات نہیں کہی اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔)

اس شعر کا پہلا مصرعہ دو آیات سے اقتباس کیا گیا ہے، "اَلْحَمْدُلِلّٰہ" سورہ فاتحہ سے اور "لَا شَرِيْكَ لَهُ" اللہ تعالیٰ کے اس قول "لَا شرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ"(۷) سے ماخوذ ہے۔

فَائْتَمِرُوا الآنَ ما بَدا لَكُمْ
وَاعْتَصِمُوا إِنْ وَجَدْتُم عَصِمًا(۸)

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے اقتباس لیا گیا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ﴾(۹)

اسی طرح قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کریں:

﴿قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُوْلِي بَأْسٍ شَدِيْدٍتُقَا تِلُوْنَهُمْ أَوْ يُسْلِمُوْنَ فَإِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَ لَاعَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾(۱۰)

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(۱۱)

نابغہ جعدی نے ان آیات سے معنی اخذ کیے اور انھیں مندرجہ ذیل اشعار کی صورت میں بیان کیا ہے:

بَاتَتْ تُذَكِّرُنِىْ بِاللّٰهِ قَاعِدَةً وَالدَّمْعُ يَنْهَلُّ مِنْ شَأْنَيْهِمَا سَبَلَا

يَا بِنْتَ عَمِّى كِتَابُ اللّٰهِ أَخْرَجَنِى كُرْهًا وَهَلْ أَمْنَعَنَّ اللّٰهَ مَا بَذَلَا

فَإِنْ رَجَعْتُ فَرَبُّ النَّاسِ أَرْجَعَنِى وَإِنْ لَحِقْتُ بِرَبِّى فَا بْتَغِى بَدَلَا

مَا كُنْتُ أَعْرَجَ أَوْ أَعْمٰى فَيَعْذِرَنِى أَوْ ضَارِعًا مِنْ ضَنًى لَمْ يَسْتَطِعْ حِوَلَا(۱۲)

وہ پوری رات بیٹھ کر مجھے اللہ کا واسطہ دیتی رہی اور جہاد میں جانے سے روکتی رہی اور اس کی آنکھوں سے آنسو سیل رواں کی طرح بہتے رہے۔ میں نے کہا: اے میرے چچا کی لڑکی اللہ کی کتاب نے میرے نہ چاہتے ہوئے مجھے جہاد کے لیے نکالا ہے کیا میں اس کی حکم عدولی کر سکتا ہوں جس کا اللہ نے فیصلہ کیا ہے اگر میں واپس آؤں تو یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہے کہ وہ مجھے واپس کر دے گا اگر میں اپنے رب سے جا کر ملوں تو میرا کوئی بدل تلاش کر لینا میں اندھا یا لنگڑا نہیں ہوں کہ اللہ مجھے معذور سمجھے بیماری سے کم زور بھی نہیں ہوا کہ کچھ کر نہ سکوں۔

حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

ذَلَّتْ رِقَابُ بَنِى النَّجَّارِ كُلِّهِمِ

وَكَانَ أَمْرًا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ قَدْ قُدِرَا(۱۳)

شعر کے دوسرے حصے میں حسانؓ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متاثر دکھائی دیتے ہیں:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِىِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾(۱۴)

حضور ﷺ کی سیرت کا ایک تابناک پہلو آپ ﷺ کا رحمت للعالمین ہونا ہے۔ جس سے کائنات کا ذرہ ذرہ مستفیض ہوا۔ شعرا نے حضور ﷺ کی مہربانی و شفقت، بحرِ رحمت کی طغیانیاں اپنے اشعار میں بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۱۵)

(بلاشبہ تمھارے پاس ایک ایسے رسول ﷺ تشریف لائے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں تم کو کسی قسم کی تکلیف کا گزرنا ان کو سخت گراں گزرتا ہے وہ تمھاری بھلائی کے انتہائی خواہش مند ہیں (ان کی یہ

حالت تو سب کے ساتھ ہے) بالخصوص مسلمانوں پر بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔)

اب ذرا حسان بن ثابتؓ کے یہ اشعار ملاحظہ کریں جس میں انھوں نے قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت کی طرف اشارہ کیا ہے:

فَبَیْنَا هُم فِی نِعْمَةِ اللّٰهِ بَیْنَهُم دَلِیْلٌ بِهٖ نَهْجُ الطَّرِیْقَةِ یُقْصَدُ
عَزِیْزٌ عَلَیهِ أن یَحِیْدُوا عَنِ الْهُدَی حَرِیْصٌ عَلٰی أن یَسْتَقِیمُواوَیَهْتَدُوا
عَطُوْفٌ عَلَیهم لَا یُثَنّٰی جَنَاحَهٗ اِلَی کَنَفٍ یَحْنُو عَلَیهِم وَیَمْهَدُ[۱۶]

(آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت اور نشانی تھے کہ آپ ﷺ کے ذریعے سیدھے راستے کو حاصل کیا جاسکتا تھا، یہ بات آپ پر بہت شاق گزرتی تھی کہ لوگ ہدایت کے راستے سے ہٹ جائیں اور آپ ﷺ کو اس بات کی حرص تھی کہ لوگ سیدھے اور ہدایت والے راستے کی طرف آ جائیں، آپ ﷺ لوگوں پر مہربان تھے اور اپنی رحمت کے بازو کو ہر کسی پر پھیلائے رکھتے تھے لوگوں کے ساتھ نرمی کرتے اور مہربانی والا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔)

رسول اللہ ﷺ کی رسالت جہالت کے اس دور کے لیے ماہ تمام کی مانند تھی۔ شعرا اس نعمت عظمیٰ کا نہ صرف دل و جان سے اعتراف کرتے بلکہ اس کو اپنے کلام کا حصہ بنانے پر فخر کا احساس رکھتے تھے انھوں نے اس کا اظہار اپنی شاعری میں بھی کیا۔ حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

نَبِیٌّ أتانا بَعْدَ یَأْسٍ وَفَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَوْثَانِ فِی الْاَرْضِ، تُعْبَدُ
فَأَمْسَی سِرَاجًا مُسْتَنِیْرًاوَهَادِیًا یَلُوْحُ کَمَا لَاحَ الصَّقِیْلُ الْمُهَنَّدُ
وَأَنْذَرَ نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ[۱۷]

(جب انسانیت، ہدایت سے ناامید ہو چکی تھی، رسولوں کی آمد کا وقفہ طویل ہو گیا تھا اور روئے زمین پر بتوں کی پوجا کی جاتی تھی تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرایا، جنت کی خوش خبری سنائی اور ہمیں اسلام سکھایا، پس ہم اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی۔

حسان بن ثابتؓ کے یہ اشعار قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے ماخوذ ہیں:

﴿یَا أَهْلَ الْکِتَابِ قَدْجَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاءَ مِنْ بَشِیْرٍ وَلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَا ءَ کُمْ بَشِیْرٌ وَنَذِیْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ﴾[۱۸]

﴿وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سِرَا جًا مُنِیرًا﴾[۱۹]

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًاوَّلَا ضَرًّااِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ کُنْتُ أعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ اِنْ أنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَ بَشِیْرٌ لِقَوْمٍ یُؤْمِنُوْنَ﴾[۲۰]

غزوہ احزاب جسے تاریخ کی زبان میں خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور قرآن نے اسے الاحزاب سے موسوم کیا ہے۔ قرآن مجید نے اس غزوہ کا ذکر اہتمام سے کیا ہے، اس کے نشیب وفراز پر

پوری روشنی ڈالی ہے اور مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی شفقت و کرم کا ذکر کیا ہے۔ غزوہ خندق میں تیز ہواؤں کے جھکڑ اور فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے لیے اتری تھی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا﴾[21]

(اے ایمان والو! اللہ کے اس انعام کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا جب تم پر کئی لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی نیز ایسے لشکر جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور اللہ تمھارے عمل کو دیکھ رہا تھا۔)

اس آیت میں ہوا کی اس خدمت کا ذکر ہے جو اس نے دشمنانِ اسلام کو تباہ و برباد کرنے میں ادا کی تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: نُصِرْتُ بِالصَّبَا بادِ صبا میری نصرت کا آلہ بنا دی گئی۔

حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں غزوہ خندق کی عظیم الشان فتح، اس میں دشمنوں کی قوت و غرور، اللہ کی مدد و نصرت کے نزول کی منظر کشی کی ہے۔ ان اشعار میں حسان بن ثابت نے انہی قرآنی آیات سے اقتباس لیا ہے:

حَتّٰى إِذَا وَرَدُوا الْمَدِيْنَةَ وَارْتَجَوْا قَتْلَ النَّبِيِّ وَمَغْنَمَ الْأَسْلَابِ
وَغَدَوْا عَلَيْنَا قَادِرِيْنَ بِأَيْدِهِمْ رُدُّوا بِغَيْظِهِمْ عَلَى الْأَعْقَابِ
بِهُبُوْبِ مُعْصِفَةٍ تُفَرِّقُ جَمْعَهُمْ وَجُنُوْدُ رَبِّكَ سَيِّدِ الْأَرْبَابِ
وَكَفَى الْإِلٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ قِتَالَهُمْ وَأَثَابَهُمْ فِي الْأَجْرِ خَيْرَ ثَوَابِ
مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا فَفَرَّجَ عَنْهُمْ تَنْزِيْلُ نَصِّ مَلِيْكِنَا الْوَهَّابِ[22]

(جب یہ لشکر کفار مدینہ آیا تو حضور ﷺ کو شہید کرنے اور مال غنیمت کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، باوجود اس کے کہ یہ اپنی پوری قوت کو جمع کر کے ہم پر چڑھ دوڑا لیکن تیز آندھیوں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے لشکروں نے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور انھیں الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی مدد سے کفایت بھی عطا فرمائی اور ان کے نامہ اعمال میں جزا و ثواب کو بھی لکھ دیا، حالاں کہ کچھ لوگ ناامید ہوئے جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یاس کو آس میں بدل ڈالا اور یہی بات قرآن بھی ہمیں بتاتا ہے۔)

ان اشعار کے ایک مصرعہ میں حسان بن ثابت نے کہا وکفی الالہ المؤمنین قتالھم (اللہ تعالیٰ مومنین کی جانب سے لڑائی کے لیے کافی ہو گیا) ان کا یہ مضمون قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ﴾[23]

(اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے کافی ہو گیا۔)

کعب بن مالک مرثیہ میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی رحمت انھیں جہنم کے عذاب سے بچانے کا باعث بنے گی:

وَكَانَ لَنَا بَشِيرًا مُنْذِرًا ونُورًا لَنَا ضوء ه قداضا
فَأَنقَذَنَا اللّٰهُ فِي نُوْرِهٖ وَنَجّٰی بِرَحْمَتِهٖ مِنْ لَظٰی (۲۴)

(ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جس کی شعاع نے ہیں روشن کر رکھا تھا۔ اللہ نے اسی نور کے طفیل ہیں بچایا اور رحم کر کے آتشِ دوزخ سے نجات دی۔)

یہ شعر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ماخوذ دکھائی دیتا ہے:

﴿وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَالِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾(۲۵)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطاعَ اللّٰهَ﴾(۲۶)

کعب بن مالک اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

نُطِيْعُ نَبِيَّنَا وَنُطِيْعُ رَبًا
هُوَ الرَّحمانُ كَانَ بِنَا رَؤُفًا(۲۷)

(ہم اپنے نبی کی اتباع کرتے ہیں اور اس رب العالمین کے فرماں بردار ہیں جو بڑا مہربان ہے اور حد درجہ عنایت کرنے والا ہے۔)

اس کے علاوہ کعب بن مالک کا یہ شعر اس آیت کا معنوی عکس پیش کر رہا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغآءَ مَرْضاتِ اللّٰهِ واللّٰهُ رَؤفٌ بِالْعِبَادِ﴾(۲۸)

(اور بعض لوگ وہ ہیں جنھوں نے بیچا اپنے نفس کو اللہ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے۔)

کعب بن مالک غزوہء بدر کے موقع پر ضرار بن خطاب کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

وكان رسول الله قد قال أقبلوا
فولّوا وقالوا : انما أنت ساحر(۲۹)

(اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام قبول کر لو لیکن وہ پیٹھ پھیر گئے اور کہا کہ تُو تو جادوگر ہے۔)

غزوہء بدر کے موقع پر کہے گئے کعب بن مالک کے اس قصیدہ کے آخری شعر میں مندرجہ ذیل آیت کا مفہوم بیان ہوا ہے:

﴿وَعَجِبُوْا أنْ جاءَ هُم مُّنْذِرٌ مِّنْهُم وَقالَ الْكافِرُونَ هَذا سَاحِرٌ كَذّابٌ﴾(۳۰)

(اور تعجب کیا انھوں نے کہ آیا ان کے پاس انھی لوگوں میں سے ڈرانے والا اور کافروں نے کہا کہ یہ تو جادوگر جھوٹا ہے۔)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مومنین نے درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی،

ان کی منزلت قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

﴿اَنَّ الَّذِیْنَ یُبَا یِعُوْنَکَ اِنَّما یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾(۳۱)

اسی سلسلے میں غزوہ حنین کے موقع پر کہا گیا عباس بن مرداس کا ایک شعر ہے جس میں انھوں نے اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ارشاد ہوا تھا:

نُبَایِعُہٗ بالاخْشَبِینَ وَاِنَّما
یَدَاللّٰہِ بیْنَ الأخْشَبیْنِ نُبَا یِعُ(۳۲)

(جب ہم مکہ کے دو پہاڑوں اخشبین پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کر رہے تھے تو دراصل ہم خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ یَھْدِ اللّٰہِ فَھُوَ الْمُھْتَدِ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُرْشِدًا﴾(۳۳)

کعب بن مالک نے اس آیت سے معنی اخذ کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

فمن یتبعہ یھد کل رشد
ومن یکفر بہ یجز الکفور(۳۴)

(پس جو بھی اس کا اتباع کرے گا ہر قسم کی ہدایت کی طرف اس کی رہنمائی ہوگی اور جو نہ مانے گا تو نہ ماننے والے ضدی کو ضرور سزا ملے گی۔)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَرُسُلًا قَدْقَصَصْنَا ھُم عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًالَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْکَ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوسٰی تَکْلِیْمًا﴾(۳۵)

(اور بھیجے ہم نے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے تجھ کو سنایا اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال تجھ کو نہیں سنایا اور اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں۔)

اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متاثر ہو کر کعب بن مالکؓ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

فِاِنْ یَکُ مُوْسیٰ کَلَّمَ اللّٰہُ جَھْرَۃَ عَلیٰ جَبَلِ الطُّوْرِ الْمُنِیْفِ
فَقَدْ کَلَّمَ اللّٰہُ النَّبِیُّ مُحمّدًا عَلَی الْمَوْضِعِ الْاَعْلی الرَّفِیْعِ المُسَوَّمِ(۳۶)

(اگر موسیٰؑ کو معظم و محترم کوہ طور پر بارگاہِ خداوندی سے شرفِ کلام حاصل ہے تو محمد ﷺ نے کوہِ طور سے زیادہ محترم جگہ سدرۃ المنتہیٰ پر بارگاہِ الٰہی سے کلام کیا ہے۔)

مکی شاعر ضرار بن الخطاب کو بدر کے موقع پر جواب دیتے ہوئے جو قصیدہ کعب بن مالک نے کہا اس کا ایک شعر کچھ یوں ہے:

شھدْنا بأنّ اللّٰہ لا ربَّ غیرہُ
وأنّ رسول اللّٰہِ بالْحَقّ ظاھِرُ(۳۸)

(ہم سب نے یہ شہادت دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ برحق ہیں اور سچائی کے ساتھ غلبہ پانے والا ہے۔)

شاعر نے اس شعر میں مندرجہ ذیل آیت سے معنی اخذ کیے ہیں:

﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰه اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ﴾(۳۸)

عبداللہ بن رواحہ کو قرآن پاک سے بڑا شغف تھا۔رات دن قرآن کی تلاوت میں لگے رہتے تھے چناں چہ قرآن کے اسلوب بیان اور معانی و مطالب ان کے کلام میں رچ بس گئے تھے۔ان کے اشعار میں قرآن کریم کی آیات کے اقتباس کثرت سے ملتے ہیں۔فرماتے ہیں:

شَهِدْتُ بأَنَّ وَعدَاللهِ حقٌّ وأنَّ النّارَ مثوى الكافِرينا
وأَنَّ العَرْشَ فوقَ الْماءِ طافٍ وفوقَ العرْشِ ربُّ العالمينا
وتَحْمِلُهُ ملائكةٌ كِرامُ ملائكةُ الاِلٰهِ مُقَرَّبينا(۳۹)

(میں نے اس بات پر گواہی دی کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے۔اور عرش الٰہی پانی کے اوپر ہے اور عرش کے اوپر دونوں جہانوں کا پروردگار رہے۔مضبوط اور طاقت ور فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہیں جو اللہ کے فرشتے اور اس کے مقرب ہیں۔)

ان اشعار میں عبداللہ بن رواحہ نے جن الفاظ اور معانی کا استعمال کیا ہے قرآن کریم میں بھی ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾(۴۰)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِى خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًاوَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ هَذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾(۴۱)

﴿وَالْمَلَكُ عَلٰى أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾(۴۲)

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْارَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾(۴۳)

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْكَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِيْنَ﴾(۴۴)

اسی طرح ان کے یہ اشعار:

وفِينا رسول اللّهِ يتلُوكِتابَهُ إذا نشقَّ معرُوف ومِن الصُبح ساطعُ
أرانا الهُدٰى بعدَ العمٰى فقلُوبُنا بِهِ مُوقِناتٌ انَّ ما قال واقِعٌ(۴۵)

(اور ہم میں رسول اللہ ﷺ ہیں جو قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں جس صبح اسلام کا روشن طلوع ہوا تو ہم نے جہل و گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کا نور دیکھا اور ہمارے دلوں نے آپ ﷺ کے ارشادات پر یقین کر لیا کہ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کر رہے گا۔)

عبداللہ بن رواحہ کے ان اشعار کے الفاظ اور معانی واضح طور پر قرآن کریم سے ماخوذ دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الٓر كِتابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيْدِ﴾(۴۶)

﴿تَتَجَافَى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾(۴۷)

﴿وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلتُمْ لَإِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ﴾(۴۸)

اسی طرح ان کا ایک اور شعر جس میں قرآن کریم کے الفاظ و معانی کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے:

إِنَّهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ فِي جَنَّاتٍ
يَشْرَبُوْنَ الرَّحِيْقَ والسلسَبِيْلَا(۴۹)

﴿وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيْلًا﴾(۵۰)

عبداللہ بن رواحہ ابوسفیان کی ہجو کرتے ہوتے کہتے ہیں:

وَعَدْنا أبا سُفيان بدراً فلم نَجِد ... لِميعاده صِدْقاً وما كان وافِياً
عصَيْتُم رسُولَ اللّٰهِ أُفٍ لِدِيْنِكُم ... وأمرِ كُمُ السَّيِّءِ اللذى كان غاوِياً(۵۱)

(ہم نے ابوسفیان سے وعدہ کیا کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر ملاقات ہوگی تو ہم نے اس کو وعدے میں سچا نہیں پایا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تمھارے دین اور تمھارے برے معاملے پر تف ہے جو گمراہی ہے۔)

عبداللہ بن رواحہ نے یہ اشعار غزوۂ بدر کے موقع پر کہے ان اشعار میں وہ مشرکین مکہ کو عار دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے اور وہ جس دین کی پیروی کر رہے ہیں وہ گم راہی کا دین ہے۔ قرآن نے بھی مشرکین کی نافرمانی اور ان کے دین کی گم راہی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾(۵۲)

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾(۵۳)

فَأَبْلِغْ أبا سُفيان إمّا لَقِيْتَهُ ... لئِن أنتَ لم تخلِصْ سُجُوداً وَتُسْلِمِ
فأبْشِر بِخِزْيٍ فى الحياةِ مُعَجَّلٍ ... وَ سِرْ بالٍ قارٍ خالداً فى جَهَنَّمِ(۵۴)

(اگر تمھاری ملاقات ابوسفیان سے ہو تو اس تک یہ بات پہنچا دو کہ اگر تم اخلاص کے ساتھ نماز نہیں پڑھو گے اور اسلام قبول نہیں کرو گے تو دنیوی زندگی میں جلد ہی رسوائی کی خوش خبری اور جہنم میں ہمیشہ تارکول پہننے کی بشارت لو۔)

ان اشعار میں عبداللہ بن رواحہ ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگر اس نے اسلام قبول نہ کیا اور خالص اللہ تعالیٰ لیے سجدہ نہ کیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔قرآن کریم نے بھی اسی بات کو یوں بیان کیا ہے کہ کافروں کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب ہے:

﴿فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾(۵۵)

﴿سَرَابِیْلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ﴾(۵۶)

عبداللہ بن رواحہؓ نے عم النبی حضرت حمزہؓ کی شہادت پر اشعار کہے جس میں حضور ﷺ کے صابر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے:

عَلَیْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِی جِنَانٍ مُخَالِطُهَا نَعِیمٌ لَا یَزُوْلُ
أَلَا یَا هَاشِمُ الْاَخْیَارِ صَبْرًا فَكُلُّ فَعَالِكُمْ حَسَنٌ جَمِیْلٌ
رُسُوْلُ اللّٰهِ مُصْطَبِرٌ كَرِیْمٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ یَنْطِقُ اِذْ یَقُوْلُ(۵۷)

(تم پر تمھارے رب کی طرف سے اس جنت میں سلامتی پہنچے جس میں لازوال عیش و آرام ملتا رہے گا۔آل ہاشم کے سرداروں سے عرض ہے کہ صبر کریں ان کے سبھی کام اچھے ہوا کرتے ہیں، برگزیدہ رسول سراپا صبر ہیں وہ جب بھی بولتے ہیں تو حکم ربانی سے بولتے ہیں۔)

ان اشعار کا آخری حصہ لفظاً و معناً اس آیت کریمہ کا بھرپور ترجمان ہے:

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی﴾(۵۸)

اسی طرح ان اشعار میں مندرجہ ذیل آیات کے معانی بھی پائے جاتے ہیں:

﴿سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ﴾(۵۹)

﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصَّابِرِیْنَ﴾(۶۰)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَّبُوْا بِآیَاتِنَا كِذَّابًا﴾(۶۱)

سریہ عبیداللہ بن الحارث کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے اشعار کہے جس میں انھوں نے اسی بات کو کچھ یوں نظم کیا:

رسولٌ أتاهُم صادقٌ فتكذبوا
علیه وقالوا:لست فینا بماكث(۶۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

الذی بَارَکْنا حَوْلَہُ لِنُرِیَہُ مِنْ آیا تِنَا اِنّہُ ھُو السَّمِیعُ الْبَصِیر﴾(۶۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس قول کو یوں نظم کیا:

عجبت لما أسری إلّا له بعبده

من البیت لیلاًنحو بیت مقدس(۶۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

مبیّنة فیھا شفاء و رحمة للمؤمنین

وموعظة للسائل المتجس(۶۵)

اس شعر میں شاعر نے مندرجہ ذیل آیت کی طرف اشارہ کیا ہے:

﴿قد جَاءَ تْکُم مَوْعِظَةمن ربّکُم و شفاء لما فی الصدوروھدی ورحمة للمؤمنین﴾(۶۶)

اس ساری بحث سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ قرآن کریم کا صدر اسلام کے شعرا کی شاعری اور خیالات پر بہت گہرا اثر تھا۔ انھوں نے قرآن کریم سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے الفاظ اور معانی کو اپنے افکار اور اپنی شاعری کا جزو بنایا۔ عہدِ نبوی ﷺ کے شعرا کی شاعری میں قرآنی الفاظ اور معانی کا استعمال اس قدر خوب صورتی سے کیا گیا ہے کہ وہ الفاظ مستقل طور پر انھی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری میں قرآنی الفاظ کی آمیزش نے ان کی شاعری کو چار چاند لگا دیے۔ صدر اسلام کے شعرا کی شاعری میں کثرت سے قرآن مجید کے اقتباسات پائے جاتے ہیں، یہ موضوع اس قدر اہمیت اور وسعت کا حامل ہے کہ اس پر ایک مستقل مقالہ ایم اے کی سطح پر لکھا جا سکتا ہے موضوع سے متعلقہ اشعار طوالت کے خوف کے پیشِ نظر کم ذکر کے گے ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سے اشعار ایسے ہیں جن میں قرآن مجید کے الفاظ ومعانی کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔

# حوالہ جات


۱۔ الاسکندری، الشیخ احمد، عنانی بک، الشیخ مصطفیٰ، الوسیط فی الادب العربی، مصر: دارالمعارف، ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء، ص ۱۳۹

۲۔ النابغۃ الجعدی، دیوان، تحقیق، واضح الصمد، بیروت: دارِصادر، ۱۹۹۸ء، ص ۱۴۸

۳۔ الحج: ۵

۴۔ النابغۃ الجعدی، دیوان، تحقیق، واضح الصمد، ص ۱۵۷

۵۔ ابراھیم: ۳۸

۶۔ النابغۃ الجعدی، دیوان، تحقیق، واضح الصمد، ص ۱۴۷

۷۔ الانعام: ۱۶۳

۸۔ النابغۃ الجعدی، دیوان، تحقیق، واضح الصمد، ص ۱۴۸

۹۔ آل عمران: ۱۰۳ ۱۰۔ الفتح: ۱۷۔۱۶ ۱۱۔ البقرۃ: ۲۱۶

۱۲۔ النابغۃ الجعدی، دیوان، تحقیق، واضح الصمد، ص ۱۳۸۔۱۳۷

۱۳۔ حسان بن ثابت، دیوان، شرح البرقوقی، کراچی: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، ص ۲۲۰

۱۴۔ الاحزاب: ۳۸ ۱۵۔ التوبۃ: ۱۲۸

۱۶۔ حسان بن ثابت، دیوان، شرح البرقوقی، ص ۱۴۹

۱۷۔ حسان بن ثابت، دیوان، شرح البرقوقی، ص ۱۳۵۔۱۳۴

۱۸۔ المائدۃ: ۱۹ ۱۹۔ الأحزاب: ۴۶ ۲۰۔ الأعراف: ۱۸۸

۲۱۔ الأحزاب: ۹

۲۲۔ حسان بن ثابت، دیوان، شرح البرقوقی، ص ۶۹۔۶۸

۲۳۔ الأحزاب: ۲۵

۲۴۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، بغداد: مکتبۃ النھضۃ، ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء، ص ۱۷۳

۲۵۔ آل عمران: ۱۲۳ ۲۶۔ النساء: ۸۰

۲۷۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، ص ۲۳۶

۲۸۔ البقرۃ: ۲۰۷

۲۹۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، ص ۲۰۱

۳۰۔ صٓ: ۴ ۳۱۔ الفتح: ۱۰

۳۲۔ عباس بن مرداس، دیوان، تحقیق، یحیٰی الجبوری، الدکتور، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء، ص ۱۰۸

۳۳۔ الاسراء: ۹۷

۳۴۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، ص۲۲۴
۳۵۔ النساء:۱۶۴
۳۶۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، ص۲۷۰
۳۷۔ کعب بن مالک، دیوان، تحقیق، سامی مکی العانی، ص۲۰۰
۳۸۔ النحل:۱۷۹
۳۹۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، دارالعلوم،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء ص۱۶۵
۴۰۔ طٰہٰ:۵
۴۱۔ ھود:۷
۴۲۔ الحاقۃ:۱۷
۴۳۔ غافر:۷
۴۴۔ العنکبوت:۶۸
۴۵۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، ص۱۶۶
۴۶۔ ابراھیم:۱
۴۷۔ السجدہ:۱۶
۴۸۔ آل عمران:۱۵۸
۴۹۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، ص۱۶۴
۵۰۔ الانسان:۸۱۔۱۷
۵۱۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، ص۱۳۸
۵۲۔ النساء:۴۲ ۵۳۔ آل عمران:۸۵
۵۴۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، ص۱۳۱
۵۵۔ الزمر:۲۶ ۵۶۔ ابراھیم:۵۰
۵۷۔ ولید قصاب، الدکتور، دیوان عبداللہ بن رواحہ ودراسۃ فی سیرتہ وشعرہ، ص۱۰۰
۵۸۔ الحشر:۴۔۳ ۵۹۔ الرعد:۲۴ ۶۰۔ النحل:۱۲۶
۶۱۔ النباء:۲۸
۶۲۔ ابوبکر الصدیق، دیوان، تحقیق، شفیق البیطار، دمشق،۱۹۹۳، ص۲۱
۶۳۔ الاسراء:۱
۶۴۔ ابوبکر الصدیق، دیوان، تحقیق، شفیق البیطار، ص۸۱
۶۵۔ ایضاً ص۸۳
۶۶۔ یونس:۵۷